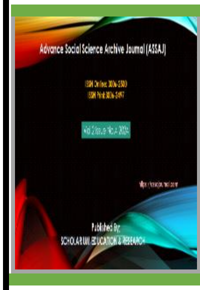

Advance Social Science Archive Journal
Available Online: https://assajournal.com
Vol.3 No.1,January-March,2025.Page No.575-585
Print ISSN: 30062497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

FINANCIAL IRREGULARITIES IN EDUCATIONAL INSTITUTIONS: CAUSES AND ISLAMIC GUIDANCE

تعلیمی اداروں میں مالی بے ضابطگیاں: اسباب اور شرعی رہنمائی

Muhammad Naeem Khan	Phd Scholar, Department of Islamic Studies and Research. UST, Bannu
Dr Muhammad Fakhar ud din	Lecturer, Department of Islamic Studies and Research. UST, Bannu

ABSTRACT

Financial irregularities in educational institutions are a pressing concern that undermines their role in fostering societal growth and development. This paper examines the causes of such irregularities, including lack of transparency, inadequate oversight, unethical management practices, and systemic corruption. Additionally, it explores the implications of these issues, such as diminished trust, misallocation of resources, and harm to the institution's reputation and efficiency. The study also provides an Islamic perspective on financial ethics, emphasizing accountability, honesty, and justice as essential principles for managing institutional funds. Key Islamic teachings and principles derived from the Quran and Hadith are discussed, highlighting their relevance in addressing and preventing financial misconduct. The paper concludes with practical recommendations, guided by Islamic teachings, to ensure financial integrity in educational institutions. These include implementing robust checks and balances, promoting ethical leadership, fostering a culture of accountability, and adhering to transparency in financial matters. By aligning institutional practices with Islamic principles, educational institutions can not only improve their financial governance but also uphold their moral responsibility to serve as beacons of ethical conduct for society.

Keywords: Financial Irregularities, Educational Institutions, Islamic Ethics, Accountability, Transparency

تعارف

مالی بے ضابطگی سے مراد کرپشن (بد عنوانی) ہے، کرپشن لاطینی زبان سے ماخوذ ہے جس کا مطلب توڑنا"To Break" کے ہیں۔ یہ لاطینی زبان سے انگریزی میں لیا گیا لفظ ہے ، اردو میں اس کے لئے بد عنوانی کا لفظ مستعمل ہے، عربی میں اس کیلئے "فساد" کا لفظ اورانگلش میں اس کیلئے "Corruption"کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

کرپشن (بفتح الراء والشین)اس کا مادہ[کَرَپ + شَن] یہ دراصل لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ یہ اسم واحد مونث کا صیغہ ہے بمعنی بد عنوانی، خرابی، برائی، نیز رشوت خوری وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

کرپٹ (corrupt) انگریزی زبان کا لفظ ہے اور اسم صفت ہے)جو کہ بدیانتی، بد عنوانی، رشوت خور، بد چلن، دغاباز۔

کرپشن(corruption)بدعنوانی، بددیانتی، رشوت خوری، بدچلنی، بداطواری، دغابازی کے معنی میں مستعمل ہے۔[1]

جامع فیروز اللغات میں بدعنوانی کا معنی ہیرا پھیری، بددیانتی، رشوت خوری، کرپشن کے معنی میں استعمال ہوا ہے[2]۔

کرپشن کے لئے عربی زبان میں "فساد" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ باب نَصَرَیَنصُرُ سے ہے، الفساد مشتق ہے فَسَدَ، یَفسُدُ، یہ باب نَصَرِ یَنصُرُ سے ہے، اس کا مادہ "ف۔ س۔ د" ہے، جو صلاح کا ضد ہے جو کہ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے: نُقص، خلل، خرابی، نقصان، طاقت کا استحصال، غیر قانونی طریقے سے دولت جمع کرنا، رشتوں کا قطع وغیرہ۔

فساد کی اصطلاحی تعریف علماء کرام نے فساد کی مختلف تعریفات ذکر کئے ہیں جن میں چند ایک کا ذکر کیا جائے گا ۔

امام راغب اصفہانیؒ نے کہا ہے کہ الفَسَادُ "خروج الشيء عن الاعتدال، قليلا كان الخروج عنه أو كثيرا"۔[3]

یعنی کسی چیز کا حد اعتدال سے نکل جانا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ ہو فساد کہلاتا ہے۔

امام مناویؒ نے التوقیف میں فساد کی تعریف کچھ یوں کی ہے:" الفساد انتقاض صورة الشيء"۔[4]

کسی چیز کی صورت کو توڑ دینا یا ختم کر دینا فساد کہلاتا ہے۔

الفساد :الفساد لغة ضد الصلاح،وله في اللغة العرب معان كثيرةّ،منها:التفق،والخلل،والاضطراب،والوصم، والخراب،والتدابر،وقطعية الرحم،واخذ المال ظلماّ،والتلف،والعطب،والجدب،والقحط،والابتداع، واللهو والعب،والاستحالة، والتغير،والعفونة،والنتن۔[5]

بدعنوانی / فساد عربی زبان میں اس کے کئی معانی آتے ہیں، جیسے ہم آہنگی، عیب، فساد، بدنیتی، بربادی، حقارت، رشتہ داری توڑنا، ناحق پیسہ لینا، خرابی، نقصان وغیرہ

Corruption: The act of corruption; the state of being corrupt; decomposition, putrefaction; moral deterioration misrepresentation; bribery.[6]

کرپشن / بدعنوانی: کرپشن کا عمل، بدعنوان ہونے کی حالت، گلنا، سڑنا، اخلاقی بگاڑ غلط بیانی، رشوت

مالی بے ضابطگی (مالی کرپشن) کے اسباب: مالی کرپشن کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

۱: اداروں کی ناقص کارکردگی: کرپشن کی روک تھام کے لئے جو ادارے اس وقت کام کر رہے ہیں ان کی کارکردگی سوالیہ نشان ہے اس وقت کرپشن کی روک تھام میں مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں لیکن کرپشن بڑھانے میں مددکار ہے روک تھام کی نہیں:

جیسے: انٹی کرپشن، وفاقی محتسب کا ادارہ، وزیر اعظم کا معائنہ کمیشن، فیڈرل انٹی کرپشن کمیٹی، سپریم جوڈیشنل کونسل، پبلک اکاونٹ کمیشن، وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم، سیاست دانوں کا معائنہ ٹیم، آڈیٹر جنرل، سیول سرونٹس ایکٹ، انسداد اور رشوت ستانی قواعد، نجی شعبے میں احتساب، ضلع وتحصیل کی سطح پر احتساب، فوج کی نگرانی، ایف ائی اے، پاکستان میں بے لاگ احتساب کے لئے لائحہ عمل، احتساب کے مضبوط نظام کا قیام۔

یہ ادارے کرپشن کی روک تھام کے لئے بنائے گئے ہیں، جن پر اربوں اور کروڑوں روپے کے مصارف لگ رہے ہیں۔ لیکن ان کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے کرپشن کی روک تھام میں بُری طرح ناکام ہو چکی ہے اس میں مادی اعتبار سے کچھ کمی نہیں اگر ہے تو اسلامی تعلیمات کی کمی ہے۔

۲: مراعات، اختیارات کا ناجائز استعمال: جس طرح اختیارات کا ناجائز استعمال ہوتا ہے اسی طرح مراعات کا بھی ناجائز استعمال ہوتا ہے:

---

[1] :سرہندی، وارث سرہندی، علمی اردو لغت جامع، علمی کتب خانہ لاہور، ص۱۷۶۰، ۱۹۷۶

[2]: فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، لاہور، کراچی، فیروز سنز پرائیویٹ لیمٹڈ، ص:۱۹۷، ۲۰۰۵

[3] : الأصفهاني، أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهاني (المتوفى: 502هـ)، المفردات في غريب القرآن، دار القلم، الدار الشامية – دمشق بيروت، ص 636، 1412 هـ

[4] : المناوي، محمد عبد الرؤوف المناوي، التوقيف على مهمات التعاريف، دار الفكر المعاصر , دار الفكر - بيروت , دمشق، ص 555، 1410

[5] :ابن منظور، محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى (المتوفى: 711هـ)، لسان العرب، اعتناءوترتيب:امين محمد عبدالوهاب ومحمد الصادق العيدي، بيروت:داراحياءالتراث العربي، ج 10، ص 261، 260، الطبعة الثانية 1418

[6] :Cassel popular English Dictionary new edition brockhamption press-p:179,1995

۱: فنڈز کا ناجائز اور بے موقع استعمال، ۲: جعلی بلنگ: سرکاری اداروں میں زیادہ ہوتا ہے جعلی بلنگ زیادہ ہوتا ہے کام نہیں ہوتا اور بل نکال لیتے ہیں یا کام دس ہزار کا کیا ہوتا ہے اور پیسے لاکھوں میں نکال لیتے ہے جعلی بلوں کے ذریعے جیسے میڈیکل بل ہوئے وغیرہ۔ ۳: بغیر میرٹ کے نوکریاں دینا: یہ بھی اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال ہے، رشوت، کرپشن، اقرباپروری کی بنیادوں پر نااہل کو نوکری دیکر میرٹ کا گلہ دبا دیا جاتا ہے۔ ۴: دفتری گھاڑی کا ذاتی استعمال: واپڈا کے ملازمین دفتری گھاڑی کو ذاتی طور پر اور بہت رف استعمال کرتے ہیں جیسے سیمنٹ یا اینٹ لانے کے لئے۔ ۵: سرکاری پیٹرول استعمال کرنا: سرکاری پیٹرول کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں بلکہ سرکاری پیٹرول دوستوں کے گھاڑی میں بھی ڈلواتے ہیں۔

تعلیمی اداروں میں بے ضابطگیاں (کرپشن): اس وقت ہمارے تعلیمی ادارے کرپشن کی زد میں آچکی ہے، جس میں مختلف قسم میں کے کرپشن ہو رہے ہیں جس میں چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱: داخلوں میں بے ضابطگی، نمبرات کی مد میں کرپشن، بچوں کو ٹیوشن پر مجبور کروانا، کلاس میں ٹیچر لیٹ آنا، ٹیچر وقت سے پہلے کلاس ختم کرنا، ٹیچر کا بغیر مطالعہ کلاس لینا، امتحانی سسٹم میں کرپشن، نقل کرنا یا نقل دینا، گوسٹ سٹوڈنٹ، ٹیچر بلاوجہ چھٹیاں کروانا، ہر وقت امتحانی ڈیوٹیاں لگوانا، کلاس میں گپ شپ لگانا، دفتری اشیاء مثلاً بجلی، فرنیچر وغیرہ کا فضول استعمال۔

۲: محدود اختیار: کرپشن روکنے والے ادروں کے ساتھ اختیارات محدود ہوتے ہیں جیسے خیبر پختونخواہ کے انٹی کرپشن ادارے کے ساتھ 17 سکیل سے کم سکیل والے کا کرپشن کی روک تھام میں مدد کرسکتے ہیں 17 سکیل اور اس سے اوپر والے کا سیکٹری سے اجازت لینا پڑتا ہے اگر دیکھا جائے کرپشن میں زیادہ تر 17 سکیل کے اور اس سے اوپر کے افسران ملوث ہوتے ان کی کرپشن بھی لاکھوں اور کروڑوں میں ہوتی ہے۔

۴: حصول رزق میں غلط یا صحیح راستے کا انتخاب: رزق کی ذمہ داری اللہ رب العزت نے لی ہے، بخشنے کی نہیں لیکن انسان رزق کے پیچھے بھاگتا ہے غلط راستے کا استعمال کرتا ہے اور آخرت سے غافل ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا﴾[1]

اور کوئی جاندار زمین پر ایسا نہیں کہ اللہ کے ذمے اس کا رزق نہ ہو۔

اس آیت کے ذیل میں مولانا محمد فہیم عثمانی نے "ہم رشوت کیوں نہ لیں" میں رقمطراز ہے۔

کہ اللہ رب العزت نے ہم انسانوں کیلئے رزق کی تقسیم کا جو طریقہ خود اختیار کیا ہوا ہے۔ اس کے بارے میں دو باتیں بہت اہم اور ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

(۱): نبی نوع انسان کیلئے رزق کا ایک مخصوص کوٹہ مقرر ہے۔ اللہ رب العزت کی طرف سے نہ ایک دانہ کم اور نہ ایک دانہ زیادہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ کوٹہ ہر انسان تک ہر صورت میں اور ہر حالت میں پہنچ کر رہے گا۔

(۲): دوسری بات انتہائی اہم ہے رزق کا ذمہ اللہ رب العزت نے خود اپنے ذمہ واجب کرلی ہے۔ لیکن رزق کے حصول کے ذرائع کا انتخاب (صحیح اور غلط) انسان کے اختیار پر چھوڑ دیا ہے۔ رزق کا مقررہ کوٹہ تو ہر صورت اور ہر حالت میں ملے گا۔ لیکن یہ اختیار انسان کو رہا ہے۔ کہ وہ جائز ذرائع سے حاصل کرتا ہے۔ یا اس راستے سے جس کو اللہ رب العزت نے ناحق قرار دیئے ہے۔[2]

جس طرح انسان اپنی زندگی کے سانس پورے کئے بغیر کوئی دینا سے نہ جائے گا۔ اسی طرح رزق کا دانہ دانہ بھی لئے بغیر کوئی اس دنیا کو نہ چھوڑے گا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ان نفسا لن تموت حتی تستکمل اجلها وتستوعب رزقها"[3]

کوئی جان ہر گز مر نہیں سکتا جب تک اپنی زندگی اور اپنا رزق پورا نہ کرے۔

مذکورہ بالا قرآنی اعلانات کے ذریعے اور اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے ذریعے یہ بات اپنے بندوں پر پوری طرح واضح فرمادی۔ کہ تم میں سے ہر فرد کیلئے رزق کا ایک مخصوص کوٹہ مقرر ہے۔ اور تمھیں ہر صورت میں پورا پورا کوٹہ اسی زندگی میں مل کر رہے گا۔[4]

---

[1] : سورۃھود 6:11

[2] :عثمانی، مولانا ،محمد فہیم،ہم رشوت کیو ں نہ لیں ،دارالاشاعت،ص54، 2012

[3] : التبریزی،محمد بن عبد اللہ الخطیب مشکوۃ المصابیح،باب التوکل والصبر،الفصل الاول، ،ج3،رقم: 5300

[4] :فہیم عثمانی، ہم رشوت کیو ں نہ لیں،ص۵۶

اسی طرح اس بات میں بھی کسی ابہام کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی کہ جہاں تک رزق کے حصول کا تعلق ہے اس کیلئے صحیح یا غلط راستے کا انتخاب خود بندوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا۔ وہ چاہیں تو اپنا رزق جائز طریقے سے حاصل کرلیں اور ساتھ ساتھ اللہ کی رضا اور خوشنودی سے بھی اپنا دامن بھر لیں اور چاہیں تو وہی رزق جو ان کو ہر حالت میں پہنچنا ضروری ہے ناجائز راستے سے حاصل کرلیں اور رزق کیساتھ ساتھ اللہ کے غضب کو بھی دعوت دے لیں قرآن مجید نے اس بات کو پوری وضاحت کیساتھ بیان کی ہے:

﴿كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۔۔۔غَضَبِي فَقَدْ هَوَى﴾[1]

ترجمہ: ہم نے تم کو جو حلال چیزیں دیں ہیں ان میں سے کھایا کرو اور اس بات میں حد سے نہ گزرو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہو گا۔ اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ یقیناً گیا گزرا ہوا۔

یہ بات بھی وضاحت کے قابل ہے کہ قرآن و حدیث کی اصطلاح میں رزق سے مراد صرف کھانے پینے کی چیزیں ہی نہیں بلکہ رزق سے ہر وہ چیز مراد ہے جو کسی نہ کسی صورت میں بندوں کے حصے میں آتی ہے۔ حتی کہ خوشی غم تکلیف اور راحت جیسی تجریدی اور ذہنی قسم کی چیزیں بھی رزق میں داخل ہیں۔

صرف حصول زر کو ہی اپنا مقصد نہ بناؤ اپنی ساری قوت اور عقل دولت ہی کیلئے صرف نہ کرو بلکہ حقوق العباد اور حقوق اللہ اور حقوق الجسد کا بھی خیال کرو۔

جیسا کہ نبی کریمؐ کا ارشاد مبارک ہے:

"وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا"[2]

ترجمہ: اپنے جان کا تم پر حق ہے۔

یعنی اپنے جان کے حقوق کا بھی خیال رکھو اسے عذاب کا نشانہ نہ بناؤ۔

جو بھی جتنا بھی حلال لقمہ ملے اسی پر قناعت اختیار کرو۔

کنز العمال میں حضورؐ کا ارشاد مبارک ہے:

"يحملن أحدكم استبطاء الرزق أن يطلبه بمعصية"[3]

ترجمہ: رزق کی دیر تم کو اس پر آمادہ نہ کردے کہ تم رزق کو گناہ کے ذریعے طلب کرنے لگو۔

انسان حرام کی طرف اور ناجائز ذرائع کی طرف اس وقت بڑھتا ہے۔ جب وہ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ حلال ذرائع سے رزق ملنے میں دیر ہوگئی ہے اگر وہ صبر کرلے تو یہ مال حلال ذرائع سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ لیکن انسان بے صبرا اور جلد باز ہے۔ وہ انسان کی فطری کمزوریوں میں سے ایک کمزوری ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولا﴾[4]

﴿خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾[5]

﴿وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا﴾[6]

لہٰذا حضرت انسان کو چاہیے کہ اللہ رب العزت پر مکمل بھروسہ رکھیں اور جائز ذرائع سے رزق کا حصول ممکن بنائیں اور ناجائز ذرائع سے حتی الوسع بچنے کی کوشش کریں کیونکہ کرپشن سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ جب ایک بندہ نااہل کو کرپشن (رشوت) اور ناجائز سفارش پر بھرتی کیا جائے تو وہ پہلے دی ہوئی رقم بٹورے گا۔ جیسے بھی ہو جس طریقے سے بھی ہو۔ تو اس عمل سے معاشرے میں فساد برپا ہو گا۔ اور نہ اہلوں کو بھرتی کیا جائے گا۔ اور اہل افراد غریب رہے پھرینگے گے، جیسے آج کل (Trend) اس طرح چل رہا ہے۔

[1] : سورة طہ20: 81
[2] : مسلم،باب النهي عن صوم الدهر،رقم2787
[3] : كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال،رقم:9291
[4] : سورۃالاسرا11:17
[5] : سورۃالانبیاء 37:21
[6] : سورۃ النساء28:4

غیر موثر حکومتی قوانین: جب امیر کیلئے قانون الگ اور غریب کیلئے قانون الگ ہو تو ریاستیں جنگل کا منظر پیش کرنے لگتی ہیں جہاں شیر چھوٹے جانوروں کا بے دریغ شکار کرتا ہے اور وہ کسی قانون کی گرفت میں نہیں آسکتا۔

ہمارے ملک میں قانون کا حشر نشر بگاڑ دیا گیا ہے' یہ قانون صرف چھوٹی مچھلیوں کو پکڑنے کیلئے ہے'بڑی مچھلیاں تو اس جال کو چیرتی ہوئی دوسری طرف نکل جاتی ہیں۔ہمارے یہاں قانون اور عدالتی نظام کی مثال اس مکڑی کے جالے کی سی ہے جس میں چھوٹے کیڑے مکوڑے تو پھنس جاتے ہیں مگر بڑے جانور اس کو تہس نہس کر کے نکل جاتے ہیں۔

قانون سب کے ایک ہونا چاہیے: آج کا عدالتی نظام افسوس کے ساتھ فقط غریب کے لئے ہے جس میں امیر کے جرم کے لئے کوئی سزا نہیں،اور اللہ اور رسول ﷺ کا عطا کردہ نظام عدل میں شاہ اور گدا ایک ہی ہے اس نظام کی بڑی خصوصیت یہی ہے کہ انسانوں کا بنایا ہوا قانون نہیں ہے بلکہ احکم الحاکمین کا دیا ہوا قانون نا فذ ہوتا ہے جو فقیر (غریب) اور بادشاہ (امیر) کے لئے بھی یہی ہوتا ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے:

"أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ المَرْأَةِ المَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا۔۔۔:" أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ، ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الحَدَّ، وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا "[1]

اللہ تعالیٰ نے جرائم کی جو حدود مقرر فرمائی ہیں ان کے رکوانے کے لیے سفارش کرنا حرام ہے،بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کرلی تھی قریش نے چاہا کہ اس کا ہاتھ نہ کٹے انہوں نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو سفارش کے لیے آمادہ کیا جب وہ سفارش کرنے لگے تو آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتشفع فی حد من حدود اللہ (کیا تم اللہ کی مقرر فرمودہ حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو) پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس میں فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے کہ کوئی اونچے خاندان کا شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کردیتے تھے۔اللہ کی قسم!اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی (اعاذھا اللہ تعالی) تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قانون سب کے لئے ایک ہونا چاہیے لیکن افسوس پاکستان میں جاگیرداروں اور آفیسروں کے لئے قانون الگ اور غریب کے لئے الگ،اگر امیر یا آفسر قانون تھوڑتا ہے تو ہنس کر چلا جاتا ہے اور جب یہی قانون غریب ریڑی والا تو اس کی ریڑی کو زمین پر گرادیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ کرپشن کے اور بھی اسباب ہیں جیسے:

حصول رزق میں غلط یا صحیح راستے کا انتخاب، دوسروں سے پیچھے رہ جانے کا خیال، تنخواہوں میں کمی کا عذر،خوف خدا کا فقدان،زیادہ دولت کمانے کی حرص،خوف خدا اور فکر آخرت، قانون سب کے ایک ہونا چاہیے، سیاسی مداخلت، کرپشن پر بھرتی ہونا،سیاسی بنیاد پر بھرتیاں،معاشی تفاوت،مسرفانہ غلط رسم ورواج،کم تنخواہ اور کم مراعات،دولت کی ہوس اور راتوں رات امیر بننے کی خواہش، محاسبہ کا فقدان، دنیاوی رغبت کی بڑھوتری، محاسبہ نفس نہ کرنا، فضول خرچی، حقوق العباد سے لاعلمی۔

دوسروں سے پیچھے رہ جانے کا خیال: کرپشن کا ایک سبب یہ بھی ہے۔کرپشن کرنے والا یا قبول کرنے والا شخص جب کسی ترغیب کے زیر اثر یا کسی ترہیب سے ڈر کر کرپشن چھوڑنے کا ارادہ کرتا ہے۔تو شیطان درمیان میں حائل ہو کر وسوسہ ڈالتا ہے۔کہ کرپشن نہیں کروں گے یا قبول نہیں کروں گے۔تو اپنے ساتھیوں سے زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاؤ گے۔اور معاشرے میں تمہارا مقام ان کے مقابلے میں کمتر اور رزق میں کمی آجائیگی اور شیطان محنت شروع کردیتا ہے۔کرپشن کے ذریعے حاصل ہونے والے رشوت کے مختلف تصویریں اُبھارتا ہے،اور رشوت خوروں کے ظاہری ٹھاٹھ باٹھ اور ان کے عیش وعشرت اور گھاڑیوں کے نقوش کو اُجاگر کرتا ہے،اور لالچ دلاتا ہے،قسم قسم کے وسوسے دل میں ڈالتا ہے کہ کیا صوفی بن گئے ہوں کیوں اپنے اوپر ظلم کرنے لگے ہوں۔

حالانکہ قرآن مجید نے اس بارے میں ارشاد نقل کیا ہے:

﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ۔۔۔الخ﴾[2]

---

[1] : صحیح البخاری ، ج4،رقم: 3475

[2] : سورہ الزخرف32:43

ہم نے ان کے درمیان ان کی کی دنیوی زندگی (تک) میں ان کی روزی تقسیم کر رکھی ہے۔ اور ہم نے ایک کے درجے دوسرے سے بلند کر رکھے ہیں، تاکہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے اور آپ کے پروردگار کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا گریڈ اور سیلری میں فرق ضرور ہوتا ہے کیونکہ نہ سب آفیسر ہوتے اور نہ سب نوکر ہوتے اور نہ ایک آفس میں سب آفیسر چل سکتے ہے، لہذا گریڈ اور سیلری میں تفاوت ضرور ہوگا تو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ میرا آفیسر گھاڑی میں آتا ہے، اور میں موٹر سائیکل پر اس کی سیلری اتنی ہے اور میری اتنی تو اس شیطانی جال کی وجہ سے بندہ کرپشن اور ناجائز سفارش کرنا اور کرانا شروع کر دیتا ہے، اور اس کے عوض رشوت کی بھاری رقوم وصول کرتا ہے اور اس کی تگ ودو مکمل اپنے آفیسروں تک پہنچنے تک ہوتی ہے کیونکہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیچھے رہ چکا ہو، وہ عیش وعشرت کی زندگی گزارتے ہے، گھاڑیوں میں سیر و تفریح کرتے ہے، بالاخر وہ اس شیطانی جالوں میں پھنس کر کرپشن (رشوت) کی برمال شروع کر دیتا ہے۔

حالانکہ وہ حلال اور حرام کی تمیز جائز اور ناجائز امیر وغریب، مجبور اور غیر مجبور کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ وہ دھڑا دھڑ رشوت لیتا رہتا ہے۔

اس بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے:

"لاَ يُغْبَطَنَّ جَامِعُ الْمَالِ مِنْ غَيْرِ حِلِّهِ ، أَوْ قَالَ : مِنْ غَيْرِ حَقِّهِ ، فَإِنَّهُ إِنْ تَصَدَّقَ لَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ ، وَمَا بَقِيَ كَانَ زَادَهُ إِلَى النَّارِ"[1]

ترجمہ: حرام اور ناقص طریقے سے مال جمع کرنے والے پر تم رشک مت کرو کیونکہ وہ اگر اس مال کو صدقہ کرے تو قبول نہ ہوگا باقی رہا تو جہنم کا توشہ ہوگا۔

لہذا کرپشن کی بنیاد پر رشوت قبول کرنے والا اپنی ابد الاباد (ہمیشہ) کی زندگی تباہ کر رہا ہے کس عرض سے دوسرے پیچھے (مال و دولت میں) رہ جانے کے خوف اور ان کا یہ خیال تک نہیں ہوتا کہ یہ ایک چھین بن جائے گا رشوت کا کیونکہ وہ رشوت کا دیا ہوا رقم دوسرے سے ضرور وصول کرے گا۔ اور اس سے معیشت پر زبردست اثر پڑھتا ہے، جیسے غریب غریب تر اور امیر امیر تر بنتا ہے۔ اور دوسرے کی حق تلفی ہوتی ہے، اور جائز کام بھی بغیر پیسوں کے نہیں ہوتا جیسے آجکل رواج بن چکا ہے۔

ایسے معاشرے کی عکاسی اس شعر میں کی گئی ہے۔

نہ شکایت کی اجازت ہے نہ فریاد کی
گھٹ کے مر جاؤ یہ مرضی میرے صیاد کی ہے

اگر دیکھا جائے تو رسول ﷺ نے ایسا منصفانہ اور عادلانہ نظام معیشت پیش کیا ہے۔ جس کی مثال کوئی قانون، کوئی ملک، کوئی دین پیش نہیں کر سکے گا۔ جس میں ہر فرد و طبقہ اپنی جملہ صلاحیتوں کو بطریق احسن بروئے کار لاسکے اور اس کی دنیاداری معاشی حاجتیں بھی کماحقہ پوری ہو جائیں جس میں ہر طبقہ ہر گروہ کا انسان اس نظام معاش میں محبت، چین، سکون و اطمینان اور بھائی چارے کی زندگی گزار سکے جس میں طبقاتی، گروہی کشمکش اور باہمی جنگ و جدل رقابت و منافقت کے جذبات کارفرمانہ ہوں بلکہ ہر طبقہ انسانی دوسرے طبقہ کا ہمدرد، غمگسار، معاون، مددگار، خیر خواں اور خدمت گار بن کر زندگی گزار سکے جیسے حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا" [2]

ترجمہ: اللہ کے بندوں بھائی بھائی بن کر زندگی گزارو۔

بھائی بھائی رہنا دوسرے کی مدد کرنا دوسروں کی خیر خواہی چاہنا یہ ایمان کی نشانی بھی ہے،

جیسے حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ"[3]

ترجمہ: تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک لوگوں کیلئے بھی اس چیز کو پسند نہ کریں جو اپنے لئے پسند (چاہتا ہے) کرتا ہے۔

[1]: النيسابوري ،الإمام الحافظ أبو عبد الله الحاكم (405 ه)، المستدرك على الصحيحين، دار المعرفة – بيروت، ج 2،رقم: 2134

[2]: صحيح البخاري،باب ما ينهي عن التحاسد والتدابر،ج8،رقم: 6064

[3]: صحيح البخاري،باب من الايمان ان يحب لاخيه ما يحب لنفسه ج1،رقم13

اگر ہم سوچیں کہ کرپشن کرکے جو رشوت ہم لیتے ہے۔اس کے ذریعے ہماری یہ بنیادی خواہشات ہرگز پوری نہیں ہوتی رشوت سے یہ تو ممکن ہے کہ بینک بیلنس بڑھ جائیں کاریں اور بنگلے نصیب ہوجائیں اور کرپشن کے ذریعے اور بھی ترقی یا اس سے سکیل میں بڑی نوکری ممکن ہے لیکن یہ ناممکن ہے کہ اس کرپشن کرنے سے یا رشوت لینے پر راحت وسکون کی دولت بھی نصیب ہوجائے۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

﴿كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ﴾ [1]

ترجمہ: حلال سے استفادہ کرو اور طغیان وسرکشی کی راہ اختیار نہ کرو۔

مولانا فہیم عثمانیؒ نے "ہم رشوت کیوں نہ لیں" میں لکھا ہے۔

چار باتیں رشوت لینے والے کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔

۱: رشوت لینے والا اپنی نظروں میں ذلیل رہتا ہے۔

۲: ہر وقت ایک نا ایک انجانا خوف اس پر مسلط رہتا ہے۔

۳: بیوی بچے اس کے ہمیشہ نافرمان ہوتے ہے۔

۴: رشوت کے مال میں برکت نہیں ہوتی۔ [2]

تنخواہوں میں کمی کا عذر: کرپشن کیا ایک سبب تنخواہوں میں کمی کا بھی عذر پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تنخواہیں کم ہے اور اخراجات زیادہ پھر مجبوراً کرپشن کا رخ کرلیتے ہیں، لیکن یہ بات سراسر غلط ہے اگر کم تنخواہ کی وجہ سے کرپشن ہوتا تو زیادہ تنخواہ والے کیوں کرپشن کرتے ہیں، اگر دیکھا جائے چھوٹی تنخواہ والے کم کرپشن اور شیادہ تنخواہ والے زیادہ کرپشن کرتے ہیں، اگر تنخواہ کی کمی کا سبب ہوتا تو مطلوبہ کمی پوری کرکے باقی رشوت نہ لیتا لیکن معاملہ الٹ ہے جتنا زیادہ لیتا ہے اتنا ہی اس کا حرص بڑھتا جاتا ہے جیسا کہ جس کو مرض استسقاء لاحق ہوگیا ہو وہ جتنا پانی پیتا ہے اتنا ہی اس کی پیاس بڑھتی جاتی ہے، اسی طرح کرپشن کرکے رشوت لینے والے کی مثال بھی ہے۔

کرپشن کا اصل سبب تنخواہیں کمی کا عذر نہیں بلکہ مال کی محبت اور زیادہ سے زیادہ مال کا حصول ہوتا ہے۔

لیکن یہ مال کی محبت ایسی مہلک مرض ہے، جو قبر تک ساتھ نہیں چھوڑتا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ (1) حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾[3]

ترجمہ: تم کو بہتات کی حرص نے غفلت میں رکھا یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔

کرپشن کرنے والوں کو سوچنے کی اشد ضرورت ہے کہ حرام کما کر کس ہلاکت کی طرف بڑھ رہے ہیں مال کی محبت نے ان کو اندھا بنایا ہوا ہے، ایسا مال جو اپنے اوپر خرچ کریں ہلاکت، دوسروں کے اوپر خرچ کریں تو اللہ کے ہاں ناقابل قبول، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"ولا يكسب عبد مالا من حرام فينفق منه فيبارك له فيه ولا يتصدق به فيقبل منه ولا يترك خلف ظهره إلا كان زاده إلى النار"[4]

ترجمہ: اور جو بندہ حرام مال کمائے اللہ اس کو برکت سے محروم کردے گا اور اگر اسے خیرات کرے تو اللہ قبول نہ فرمائے گا اور اگر ماک حرام چھوڑ کر دوسری دنیا کو سدھارا تو وہ جہنم تک سفر کا زادہ راہ ہوگا۔

الغرض کیا فائدہ ایسے مال کا جو کسی بھی صورت میں فائدہ نہ دیں۔

سیاسی مداخلت: کرپشن کی جڑ سیاست دان ہے، ہمارے سیاست دانوں نے اس ملک خداداد کو تباہ وبرباد کردیا چاہے تعلیم ہو یا صحت، تھانہ ہو یا عدالت سب پر ان کی تسلط ہے، ہر جگہ پر کرپشن کے پیچھے ایک سیاست دان کا لازمی ہاتھ ہوگا۔

---

[1] : سورۃطہٰ81:20

[2] : ہم رشوت کیوں نہ لیں، ص،67

[3] :سورۃ التکاثر ،2،1

[4] : أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني،مسند الإمام أحمد بن حنبل،مؤسسة قرطبة – القاهرة،رقم: 3672،سطن

کم تنخواہ اور کم مراعات: آج کل کے سرکاری افسران اور سرکاری جتنے بھی نوکر ہے وہ اس بات کارونا روتے ہیں کہ ہماری تنخواہیں کم ہے اور اخراجات زیادہ اگر دیکھا جائے ایک سفید پوش سرکاری ملزم اگر بچوں کے تعلیمی اخراجات اوران کے باقی لوازمات کماحقہ اس تنخواہ میں اداکریں تو یہ تنخواہ کم ہے تو حکومت کو چاہیے کہ اس مہنگائی کے دور میں مناسب تنخواہیں مقرر کی جائے اور مراعات بھی سکیل کے لحاظ سے دیئے تو کرپشن کا معاملہ میں کچھ فرق اسکتا ہے، تولہذا معلوم ہوا کہ کم تنخواہ اور مراعات سبب کرپشن ہے۔

فضول خرچی: اسلام ایک جامع اور کامل دین ہے جو انسان کی ہر موڑ پر رہنمائی کرتا ہے، کرپشن کا ایک سبب فضول خرچی کرنا بھی ہے، اسلام فضول خرچی کی مذمت کرتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا"[1]

ترجمہ "اپنا مال فضول خرچی سے مت اڑاو بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

در حقیقت فضول خرچی، اللہ کی ناشکری اور نعمت کی ناقدری ہے، لیکن یہ وہ شخص کر سکتا ہے جس کا مال و دولت کرپشن (غلط) سے حاصل کیا گیا ہو حلال مال میں فضول خرچی کبھی نہیں ہوسکتی لہذا اس سے معلوم ہوا کہ فضول خرچی سبب ہے کرپشن کا"۔

حقوق العباد سے لاعلمی: کرپٹ لوگ حقوق العباد سے لاعلم ہوتے ہے، حالانکہ حقوق العباد کا معاملہ کتنا سخت ہے؟ قیامت کے دن حساب کتاب میں ایسے شخص کے نماز، رازہ، زکوۃ سب کچھ ہونگے لیکن کرپٹ انسان قیامت کے دن مفلس ہوگا جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، ...، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ-[2]

ترجمہ: میری امت میں مفلس وہ ہے جو بروز قیامت نماز، روزے، زکوۃ لے کر آئے گا، اور یوں آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا، تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ ایک مظلوم کو کچھ دوسرے مظلوم کو، پھر اس کے ذمہ جو حقوق تھے ان کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوجائے گی، تو ان مظلوموں کی خطائیں (گناہوں) لے کر اس ظالم پر ڈال دی جائے گی، پھر اسی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

یہ ہے امت کا مفلس شخص جو بہت سارے اعمال نماز، روزہ وغیرہ لے کر گیا ہے لیکن حقوق العباد کی پاداش میں اپنی نیکیوں سے ہاتھ دھو بیٹھا اور واصل جہنم ہوگیا۔

لہذا مالی بدعنوانی (کرپشن) کرنا بھی کسی کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے۔

اس بات پر یقین نہ ہونا کہ اللہ سمیع وبصیر ہے: مالی بدعنوانی کرپشن کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ کرپشن کرکے رشوت لینے والے انسان لوگوں کی نظروں سے چھپ کر کرپشن کرتا ہے لیکن اس کو اس بات کا اگر یقین ہوجائے کہ اللہ رب العزت سمیع اور بصیر اور علیم ہے تو وہ تو ہر جگہ دیکھ رہا ہے ان کی نظروں سے تو نہیں چھپ سکتا، وہ انسان کے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے، جیسے کہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾[3]

ترجمہ: بے شک تمہارا رب گھات (مورچے) لگا ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے اللہ رب العزت سمیع وبصیر یعنی انسان کے اعمال وافعال کی نگرانی کر رہا ہے چاہے وہ رات کے تاریکی میں کریں یا دن کی روشنی میں کریں، تنہائی میں کریں یا بر سر عام کریں الغرض ہمارے تمام حرکات وسکنات کو دیکھ رہا ہے، ایک دن اللہ کے حضور پیشی ہوگی اپ کے اعمال کی باز پرس ہوگی یعنی ہمارے اعمال کا تمام ریکارڈ ہمارے سامنے پیش کیا جائے گا، اور جنت و دوزخ کا فیصلہ اسی اعمال پر کیا جائے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ... وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ﴾[4]

---

[1] : الاسراء؛۲۷

[2] : القشيري ،مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، دار إحياء التراث العربي – بيروت،رقم: 2581،سطن

[3] :سورة الفجر :14

[4] :الانفطار :11تا16

ترجمہ: عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والے، جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں، بے شک نیکو کاروں بہشت میں اور بدکار دوزخ میں ہونگے (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے، اور اس سے غائب نہیں ہو سکیں گے۔

شرعی رہنمائی:

اسلام نے ہمیشہ سے انسان کی مالی امانت اور اس کی شفافیت کو بنیادی اصولوں میں شمار کیا ہے۔ قرآن وسنت میں مالی معاملات اور دیانت داری پر بہت زور دیا گیا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾[1]

ترجمہ: اور نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال اپنے درمیان باطل اور ناحق کے ساتھ۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو حقوق العباد کی پامالی میں حرام کمائی کا بڑا عمل دخل ہے، اللہ تعالیٰ نے حرام کو تمام شکلوں کو ناجائز قرار دیا، آج کل کرپشن کی معروف شکل رشوت کی صورت میں بہت عام ہو چکا ہے جو کہ حق دار کو اپنے حق سے محروم کیا جاتا ہے اور نااہل شخص کو ان کا حقدار ٹھہرایا جاتا ہے۔

ا: رشوت کا حرام ہونا: اللہ رب العزت نے رشوت کو قطعی حرام قرار دیا ہے اور رشوت لینے والوں پر اللہ رب العزت نے لعنت فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے۔

"لعن رسول اللہﷺالراشی والمر تشی والرائش یعنی الذی یمشی بینھما"[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے۔۔۔

۲: باہمی محبت اور تعاون کے جزبہ کا فقدان: کرپشن یعنی مالی بے ضابطگی، رشوت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہمارے معاشرے میں ہمدردی، باہمی محبت اور تعاون کا جذبہ ناپید ہو چکا ہے، ہر طرف نفسا نفسی کا دور دورا ہے، دوسروں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا روز کا معمول بن چکا ہے، ایسے لوگ نایاب ہو گئے جو دوسروں کے دکھ درد کا احساس کرتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارکہ ہے:

"المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته..."[3]

ترجمہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ خود اس پر ظلم کریں اور نہ اسے ظالم کے حوالے کریں، جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری فرماتے ہیں۔

اسی طرح حضرت جریر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ، لَا يَرْحَمْهُ اللهُ"[4]

ترجمہ: جو شخص لوگوں کے ساتھ ہمدردی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ ان پر کبھی رحم نہیں فرمائیں گے۔

دوسری جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: "المسلم أخو المسلم لا يخونه۔۔۔الخ"[5]

ترجمہ: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ اس لئے اس کے حق میں خیانت نہ کرے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے فرمودات کو چھوڑ کر دنیوی مفاد کو مقدم کیا اسی وجہ سے معاشرے میں اخوت، محبت اور تعاون کا جذبہ مفقود ہو چکا ہے، یہی وجہ ہے کہ کسی کی دکھ درد کا احساس ہوتا ہے اور نہ دوسرے انسان کو انسان کی نظر سے دیکھتے ہے اس کا مداوا بننا تو دور کی بات ہے، ہم حقوق اللہ تو ادا کرتے ہیں لیکن حقوق العباد سے غافل ہے، اسلام ہمیں حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی پر بھی اشد زور دیا ہے، اگر اسلامی قوانین اور رسول ﷺ کے فرامین پر عمل پیرا ہو گا تو وہ رشوت، کرپشن اور ناجائز مال سے اجتناب کرے گا۔

---

[1] :البقرہ:۱۸۸

[2] : مسند أحمد بن حنبل، رقم:22762

[3] : البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، الجامع الصحيح المختصر، دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت، رقم: 2310، 1987

[4] : القشيري، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله ﷺ، دار إحياء التراث العربي – بيروت، رقم: 2319، سطن

[5] : الترمذي، محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي، الجامع الصحيح سنن الترمذي، دار إحياء التراث العربي – بيروت، رقم: 1927، سطن

عدل وانصاف کی کمی: مالی بے ضابطگی کی ایک اور اہم وجہ عدل وانصاف کی کمی بھی ہے افسوس کے ساتھ ہمارے معاشرے میں عدل وانصاف کی سخت کمی ہے، جب تک ہماری عدلیہ کے لوگ دیانتدار نہ ہو تو اس معاشرے کا مظلوم طبقہ بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔

مالی بے ضابطگی (کرپشن) سے بچنے کی احتیاطی تدابیر:

1. اللہ کے سامنے جوابدہی کا خوف۔
2. حلال وحرام کی فکر پیدا کریں۔
3. موت کے بعد زندگی کا یقین پیدا کرنا۔
4. کم سے کم رزق پر قناعت اکتفا کرنا۔
5. اپنے نفس کا محاسبہ کرنا۔[1]
6. رشوت کو گناہ سمجھ کر نہ کرنا۔
7. سادہ زندگی گزارنے کی عادت ڈالیں۔
8. فضول خرچی نمود ونمائش سے اپنے اپ کو بچانا۔
9. ناجائز رسومات سے اپنے آپ کو بچانا۔
10. باہمی محبت اور تعاون کا جذبہ پیدا کرنا۔

نتیجہ: تعلیمی اداروں میں مالی بے ضابطگیاں کے اسباب اور شرعی رہنمائی کے تجزیے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ان بے ضابطگیوں کی بنیادی وجوہات میں امانت داری کی کمی، مالی معاملات میں کمی کا فقدان، غیر ذمہ دارانہ رویہ، کرپشن روکنے والے ادارے کا کما حقہ اور آزادانہ کام نہ کرنا، احتساب کا مضبوط نظام کا نہ ہونا، مراعات اور اختیارات کا ناجائز استعمال، میرٹ کی پامالی، سیاسی مداخلت، کم تنخواہیں اور کم مراعات، حقوق العباد سے لا عملی، اور دین سے ناواقفیت جیسے رشوت کا حرام ہونا، باہمی محبت اور تعاون کے جذبہ کا فقدان، عدل وانصاف کی کمی، مناسب نگرانی کا نہ ہونا شامل ہیں، شرعی نقطہ نظر سے ان مسائل کے حل کے لئے تقوی اور خوف خدا، امانت داری کو فروغ دینا، مالی معاملات میں دیانت داری، تعلیمی اداروں میں مالی کرپشن سے متعلق قرآن وسنت کے زرین اصولوں پر عمل پیرا ہو کر نہ صرف ان بے ضابطگیوں کا خاتمہ ممکن ہے بلکہ ایک مثالی تعلیمی ماحول کی تشکیل بھی یقینی بنائی جاسکتی ہے۔

1. سرہندی، وارث سرہندی، علمی اردولغت جامع، علمی کتب خانہ لاہور، ص۱۷۶۰، ۱۹۷۶
2. فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، لاہور، کراچی، فیروز سنز پرائیویٹ لیمٹڈ، ص:۱۹۷، ۲۰۰۵
3. الأصفهانى، أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانى (المتوفى: 502هـــ)، المفردات في غريب القرآن، دار القلم، الدار الشامية – دمشق بيروت،ص 636، 1412 هـــ
4. المناوي، محمد عبد الرؤوف المناوي، التوقيف على مهمات التعاريف، دار الفكر المعاصر , دار الفكر – بيروت , دمشق،ص 555، 1410
5. ابن منظور،محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى (المتوفى: 711هـــ)، لسان العرب،اعتناءوترتيب:امين محمد عبدالوهاب ومحمد الصادق العيدي،بيروت:داراحياءالتراث العربي،ج 10،ص 260،261الطبعة الثانية1418
6. Cassel popular English Dictionary new edition brockhamption press-p:179,1995
7. سورةهود 6:11

[1] : محاسبہ کا مطلب بازپرس کرنا یعنی اپنے گناہون کے متعلق سوچنا کہ ایک دن موت نے آنا ہے اور دنیا سے جانا ہے، اللہ کے سامنے پیشی ہو گی، رشوت سے جمع شدہ مال کا جواب دینا ہو گا، کیا اپ جہنم کی ذگ کو برداشت کر سکتے ہیں، ایسے باتیں اگر نفس سے کی جائے اس کو نفس کا محاسبہ کہتے ہیں، ایسے کرنے سے خود بخود رشوت سے نفرت پیدا ہو جائے گی، اور تھوڑے سے رزق میں برکت نصیب ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

8. عثمانی، مولانا، محمد فہیم، ہم رشوت کیوں نہ لیں، دارالاشاعت، ص54، 2012
9. التبريزی، محمد بن عبد الله الخطيب مشكوة المصابيح، باب التوكل والصبر، الفصل الاول، رقم: 5300
10. فہیم عثمانی، ہم رشوت کیوں نہ لیں، ص۵۶
11. سورة طه20: 81
12. مسلم، باب النهي عن صوم الدهر، رقم2787
13. كتر العمال في سنن الأقوال والأفعال، رقم:9291
14. سورةالاسرا11:17
15. سورةالانبياء 37:21
16. سورة النساء28:4
17. صحيح البخارى، رقم: 3475
18. سوره الزخرف32:43
19. النيسابوري، الإمام الحافظ أبو عبد الله الحاكم (405 هـ)، المستدرك على الصحيحين، دار المعرفة – بيروت، رقم: 2134
20. صحيح البخاري، باب ما ينهي عن التحاسد والتدابر، رقم: 6064
21. صحيح البخاري، باب من الايمان ان يحب لاخيه ما يحب لنفسه، رقم13
22. سورةطه81:20
23. ہم رشوت کیوں نہ لیں، ص،67
24. سورة التكاثر، 1،2
25. أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة قرطبة – القاهرة، رقم: 3672، سطن
26. الاسراء؛٢٧
27. القشيري، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، دار إحياء التراث العربي – بيروت، رقم: 2581، سطن
28. سورة الفجر :14
29. الانفطار :11تا16
30. البقرہ:١٨٨
31. مسند أحمد بن حنبل، رقم: 22762
32. البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، الجامع الصحيح المختصر، دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت، رقم: 2310، 1987
33. القشيري، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله ﷺ، دار إحياء التراث العربي – بيروت، رقم: 2319، سطن
34. الترمذي، محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي، الجامع الصحيح سنن الترمذي، دار إحياء التراث العربي – بيروت، رقم: 1927، سطن
35. محاسبہ کا مطلب باز پرس کرنا یعنی اپنے گناہون کے متعلق سوچنا کہ ایک دن موت نے آنا ہے اور دنیا سے جانا ہے، اللہ کے سامنے پیشی ہوگی، رشوت سے جمع شدہ مال کا جواب دینا ہوگا، کیا اپ جہنم کی آگ کو برداشت کرسکتے ہیں، ایسے باتیں اگر نفس سے کی جائے اس کو نفس کا محاسبہ کہتے ہیں، ایسے کرنے سے خود بخود رشوت سے نفرت پیدا ہو جائے گی، اور تھوڑے سے رزق میں برکت نصیب ہونا شروع ہو جاتا ہے۔